الدولة المکیه
بالمادة الغیبیه
مصنّف
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب
بریلوی
مکتبہ رضویہ
آرام باغ روڈ۔ کراچی ۱
فون :- ۲۱۷۸۸۹ ، ۲۱۶۴۶۴

الدولۃ المکیۃ

بالمادۃ الغیبیۃ

مصنفہ امام اہل سنت مجدد ملت

اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خانصاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

تعلیقاتہا للمصنف باسم التاریخی

الفیوضات الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ

قاری رضا المصطفیٰ اعظمی

مکتبۂ رضویہ آرام باغ - گاڑی کھاتہ - کراچی

باہتمام دار العلوم امجدیہ کراچی

ہے۔ جب تک کوئی صحیح دلیل اس کو نہ پھیرے اور یہ کہ جب تک کوئی دلیل مجبور نہ کرے تخصیص و تاویل بات کا بدلنا اور پھیرنا ہے ورنہ شرع جلیل سے امان اٹھ جاتے اور یہ کہ حدیث احاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ صحت پر ہو عموم قرآن کی تخصیص نہیں کرسکتی بلکہ اس کے سامنے مضمحل ہوجائے گی پھر حدیث کے نیچے اور کسی قیل و قال کی کیا گنتی ہے اور یہ کہ جو تخصیص کلام سے جدا ہو وہ اس کا نسخ ہے اور خبر قابل نسخ نہیں اور یہ کہ تخصیص عقلی عام کو اس کی قطعیت سے نہیں اتارتی اور یہ کہ جو چیز تخصیص عقلی کے سبب عام کے کلیہ سے نکل جائے اسے سند بناکر کسی ظنی دلیل سے تخصیص نہیں کرسکتے تو اب بحمد اللہ تعالیٰ تحقیق کے عرش نے اس پر قرار پکڑا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام ماکان و مایکون کو جانتے ہیں اور جبکہ تمھیں معلوم ہولیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم قرآن عظیم سے مستفاد ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور ہر شے کی تفصیل ہونا یہ اس کتاب کریم کی صفت ہے نہ کہ اس کی ہر ہر آیت یا ہر ہر سورۃ کی اور قرآن عظیم دفعۃً نہ اترا بلکہ تقریباً تیئیس برس میں تھوڑا تھوڑا جب کوئی آیت یا سورت اترتی نبی صلی اللہ

کا قطعی ہونا نہ مراد الٰہی پر جزماً کوئی حکم لگاتا ہے اور نہ دائرۂ تاویل سے خروج کرتا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ذی عقل عالم پر۔

۱۲ منہ غفرلہ مدینہ

اے بعض علماء مدینہ کریمہ نے بطور معارضہ ارشاد الٰہی وتفصیلا لکل شیئ کی کہ در بارۂ توریت مقدس ہے پیش کیا تو میں نے کہا کیا کوئی دلیل توریت میں تخصیص پر قائم ہے یا نہیں شق ثانی پر انکار کی کیا وجہ اور شق اول پر قیام کی دلیل در بارۂ حضرت کلیم جلیل کیونکر ہوگا قیام دلیل در بارۂ محبوب جمیل علیہم الصلوۃ والتسلیم مع التکریم والتبجیل اور تخصیص کسی لفظ کی ایک مقام پر لازم نہیں کرتی دوسرے مقام میں بلا دلیل تو سکوت کیا اور کوئی بات نہ کہہ سکے اور میں

جتنی چیزوں سے سند لائے ہیں وہ ان صورتوں سے باہر نہیں اور بفرض غلط اگر نہ مانے بھی لیں کہ یہاں کوئی ایسی روایت پائی جائے جس کی تاریخ معلوم ہو کہ تمامی نزول قرآن کے بعد ہے وہ یقینی طور پر بتاتی ہو کہ اس وقت تک بعض اشیاء کا اصلا علم حاصل ہی نہ ہوا تو ہمیں کفایت کرتا ہے ایک ہی جواب جامع کامل نافع جو سب بیہودہ گوئیوں کو دور کرتا اور جڑ اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے جو تمام وقائع میں شافی و کافی ہے کہ اخبار احاد جب کہ آیت کے معارض ہوں اور تاویل کی کوئی راہ نہ رہے تو وہ کچھ کام نہ دیں گی اور نہ سنی جائیں گی اور کچھ نفع و فائدہ نہ دیں گی اور اگر میں یہاں کتب اصول میں ائمہ کے نصوص ذکر کروں تو اس سے بہتر اور زیادہ جمتی ہوئی بات یہ ہے کہ اسی کی گواہی پیش کروں جو آج ہندوستان میں وہابیہ کا پیشوا ہے یعنی رشید احمد گنگوہی کہ اس نے اپنی کتاب میں جو اسے مقبول اور اس کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھی کی طرف منسوب ہے خود اس مسئلہ میں کہ نبی صلی اللہ تعالے

آیت پڑھی ولما سکت عن موسیٰ الغضب اخذ الالواح فی نسختها هدی و رحمة اور جب خاموش ہو گیا موسیٰ کا غصہ لیں الواح اور اس کے نسخہ میں ہدایت و رحمت ہے اور کہا کہ یہاں تفصیل کا ذکر نہ کیا بس مرے سے شبہ منقطع ہو گیا ۱۲ منہ غفرلہ مدنیہ

سلہ وہابیہ کی جہالتوں سے ایک جہالت عہ یہ کہ یہاں حدیث شفاعت "تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے تعلیم فرمائے گا" استدلال کرتے ہیں کہ اس کی حمد و ثنا اس کے اوصاف جمیلہ سے ہوگی تو حدیث نے افادہ فرمایا کہ حضور پر اس وقت وہ صفات الٰہی منکشف ہونگی جنھیں وہ اب تک نہیں جانتے تھے اور اسے محل نزاع سے کچھ لگاؤ نہیں کیونکہ ہم تمھیں آگاہ کر چکے کہ حضور کا علم ذات و صفات کو محیط نہیں اور نہ اس میں اصلا کسی چیز کا کبھی احاطہ ہو سکے کہ متناہی کا لامتناہی کو گھیر لینا محال ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم جدیدہ تا ابد الآباد ذات و صفات الٰہی کے متعلق زائد ہوتے رہیں گے اور کنہ الٰہی تک کبھی نہ پہنچیں گے اور کبھی محیط نہ ہوں گے کہ حاصل ہمیشہ متناہی در انی ہمیشہ نامتناہی تو اس میں نہ ہمارے دعویٰ کے خلاف نہ احاطہ حقیقت الٰہی الٰہی وا دعا لیکن نافہمی سے جو چاہے بکے لاف و گزاف ۱۲ منہ غفرلہ عہ یہ دہم جھوٹ غیر بی رسالت ہوا اور وہ بھی اس کی تشابیہ

علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے غیبوں کا علم عطا کیا اسے باب عقائد نہ باب فضائل سے ٹھہرا کر لکھا جس کی عبارت یہ ہے "عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہوجاویں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت بھی یہاں نصوص نہیں لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مولف قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا۔ احاد صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مصرح ہے"۔ تو حال کھل گیا اور حق سے ہر اشکال زائل ہو گیا تو گنگوہی وغیرہ سب وہابیہ دیوبند وغیرہ نے [illegible] اپنا مذہب لکھوایا اور یہی [illegible] کھلے [illegible] اور ایک نص ایسی ہے جس کی دلالت قطعی ہو اور افادہ یقینی و ثبوت بری جیسے قرآن عظیم کی آیت یا متواتر حدیث جو یقین قطعی اور جزم روشن سے حکم کرتا ہو کہ تمامی نزول کے بعد کوئی واقعہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا باین معنی کہ حضور نے اصلاً اسے جانا ہی نہیں نہ یہ کہ حضور نے جانا اور بتایا نہیں کہ حضور کے پاس ایسے علم بھی ہیں جن کے اخفا کا حکم فرمایا گیا یا علم تھا کسی وقت ذہن اقدس سے اتر گیا اس لئے کہ قلب مبارک کسی اہم واعظم میں مشغول تھا۔ ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا بلکہ پہلے علم ہونے کو چاہتا ہے جیسا کہ کسی سمجھ والے پر مخفی نہیں رہا۔ ہاں ہاں تو ایسی کوئی برہان لاؤ اگر سچے ہو اور اگر نہ لا سکو ہم کہے دیتے ہیں کہ نہ لا سکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو اور زمانہ کے اچنبوں سے ہے کہ گنگوہی مذکور نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت علم ملنا تو باب عقائد سے قرار دیا تاکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما کی حدیثیں رد کرے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جب علم نبی صلی اللہ تعالیٰ

لہ یہ اشارہ ہے ایک نفیس حسین جلالت والے کلام کی طرف جسے ہم نے مفصل طور پر اللؤلؤ المکنون میں خوب تفصیل سے ذکر کیا اور یہاں مختصر کردیا کہ عجلت کا رسالہ متحمل طوالت نہیں اور حمد ہے اللہ عزوجل کے لئے ۱۲ منہ غفرلہ مکیہ